مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوت

ہفت روزہ

کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ
کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ
لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ ○ البقرہ - رکوع ۲۳

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے
پہلی اُمتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو
اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقوٰی پیدا ہو۔

روزہ کی قدر و قیمت اور اس کا صلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی فضیلت اور قدر و منزلت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس امتِ مرحومہ کے اعمالِ خیر کے متعلق عام قانون الٰہی یہی ہے کہ ایک نیکی کا اجر اگلی امتوں کے لحاظ سے کم از کم دس گنا ضرور عطا ہوگا۔ اور بعض اوقات عمل کرنے کے خاص حالات اور اخلاص و خشیت وغیرہ کیفیات کی وجہ سے اس سے بھی بہت زیادہ عطا ہوگا یہاں تک کہ بعض مقبول بندوں کو ان کے اعمالِ حسنہ کا اجر سات سو گنا عطا فرمایا جائیگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس عام قانونِ رحمت کا ذکر فرمایا) مگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :- روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ اور بالاتر ہے وہ بندہ کی طرف سے خاص میرے لیئے ایک تحفہ ہے اور میں ہی (جس طرح چاہوں گا) اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ میرا بندہ میری رضا کے واسطے اپنی خواہشِ نفس اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے (پس میں خود ہی اپنی مرضی کے مطابق اس کی اس قربانی اور نفس کشی کا صلہ دونگا) روزہ دار کے لیئے دو مسرتیں ہیں :- ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک و مولیٰ کی بارگاہ میں حضوری اور شرفِ باریابی کے وقت۔ اور قسم ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے (یعنی انسانوں کے لیے مشک کی خوشبو جتنی اچھی اور جتنی پیاری ہے اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو اس سے بھی اچھی ہے) اور روزہ (دنیا میں شیطان و نفس کے حملوں سے بچاؤ کے لیئے اور آخرت میں آتشِ دوزخ سے حفاظت کے لیئے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہیئے کہ بیہودہ اور فحش باتیں نہ بکے اور شور و شغب نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا ٹنٹا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(از معارف الحدیث، مولانا محمد منظور نعمانی) ..

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم-اے-ایل-ایل-بی

فی پرچہ ۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ۶۰ روپیہ

ششماہی ۳۵ روپیہ

سہ ماہی ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ۳۱۰ روپیہ

کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور

شام ۲۴۵ روپیہ

یورپ ۲۹۵ روپیہ

آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ۲۷۰ روپیہ

افریقہ ۲۱۰ روپیہ

افغانستان، ہندوستان ۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت ۔ A/۲۰ سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

معارف الحدیث

۱- مولانا محمد منظور نعمانی ۲

۲- ابتدائیہ ۴

۳- خصائل نبوی برشمائل ترمذی ۶

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ

۴- افادات عارفی ۷

مولانا ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی

۵- کاروان ختم نبوت ۹

۶- ایک شرعی مسئلہ ۱۰

حضرت بنوریؒ

۷- تراویح اور اس کے احکام ۱۱

منظور احمد الحسینی

۸- فتح مکہ

علی اصغر چشتی صابری ۱۲

۹- قومی اخبارات کا مطالعہ ۱۶

راشد چودھری

۱۰- تعلق مع الرسولؐ ۲۰

علی اصغر چشتی صابری

۱۱- پیغامات ۲۲

۱۲- نظم ۲۲

جلد نمبر ۱ شمارہ نمبر ۶

۱۰ رمضان المبارک تا ۱۶ رمضان المبارک

۳ جولائی تا ۸ جولائی ۱۹۸۲ء

حافظ عبدالستار و الحمد

حافظ گلزار احمد

غلام یسین تبسم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

ربوہ کا سحر ٹوٹ رہا ہے

مرزائیوں کے تیسرے سربراہ آنجہانی مرزا ناصر کی موت "ربوہ والوں" کے لئے انتشار کا باعث بن گئی۔ وہاں سے موصول ہونیوالی اخباری اطلاعات کے مطابق حالات نہایت کشیدہ ہیں۔ اگرچہ ربوہ کے چوتھے سربراہ کے لئے مرزا طاہر احمد کا انتخاب ہو چکا ہے لیکن مرزا رفیع سے تعلق رکھنے والے مطمئن نہیں ہیں۔ یہ خالص اقتدار کی جنگ ہے۔ نا معلوم حالات کس کروٹ لیتے ہیں بہرحال ہمیں نہ تو مرزا طاہر احمد سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی مرزا رفیع احمد سے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل ربوہ کے لئے ہدایت (اگر ان کے مقدر میں ہے) کا سامان فرما رہے ہیں۔

گذشتہ دنوں ربوہ میں ہسپتال کے ایک ڈاکٹر غدار الرحمٰن اور ان کے خاندان کے ۱۰ افراد سمیت ترک مرزائیت کے بعد اسلام قبول کرنے کا جو واقعہ ہوا۔ اس سے اندازہ ہو چلا ہے کہ اب یہاں ہدایت کی کرن پھوٹنے والی ہے اور امید ہو چلی ہے کہ اہل ربوہ سے مزید لوگ توجہ کریں گے اور ہمت کر کے اسلام کو قبول کر لینے میں تاخیر نہیں کریں گے۔

ہمیں نہ تو اہل ربوہ سے بغض ہے نہ عناد۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے دل میں اسلام کی شمع روشن ہو جائے۔ اسی سلسلے میں ربوہ میں ہمارا مرکز دن رات حق کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہے۔

معلوم یوں ہو رہا ہے کہ اب ربوہ کا سحر ٹوٹ رہا ہے۔ وہاں کے لوگ اب بیدار ہو رہے ہیں۔ انہیں حقائق کا علم ہو رہا ہے۔ اور اب اہل ربوہ آزادی چاہتے ہیں۔ طویل عرصے سے ایک مخصوص خاندان کے لوگ ان پر حکومت کر رہے ہیں اور آمرانہ نظام ان پر مسلط ہے۔

ربوہ انگڑائی لے رہا ہے۔ وہ لوگ اب تبدیلی چاہتے ہیں۔ جو اخباری اطلاعات ہم تک پہنچی ہیں اس کے مطابق دو بھائیوں کے درمیان سخت کشیدگی ہے اس کے علاوہ

ایک تیسرے گروہ نے مطالبہ کیا ہے کہ عام ارکان سے سربراہ کا انتخاب کیا جائے۔

ربوہ میں کونسے نئے حالات پیدا ہو رہے ہیں ۔ ہم انشاء اللہ قارئین کے لئے اخبارات کی زبانی سے مکمل روداد فراہم کریں گے ۔ ہم اہل ربوہ کو خیر خواہانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ مرزائیت کے دلدل اور مرزا غلام احمد کے شکنجے سے نکلنے کی کوشش کریں اور باہر کی دنیا میں بھی جھانکیں کہ کیا وہ جس راستہ پر چل رہے ہیں وہ صحیح ہے یا نہیں! ہم ان کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اب حق کو پہنچاننے میں تاخیر نہ کریں ۔ اسی میں ان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے ۔

اسلامی اصطلاحات کا استعمال بند کرایا جائے

ربوہ سے شائع ہونے والا مرزائی روزنامہ نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق اشتعال انگیز تحریروں کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا ہے ۔ اس کی تازہ ترین اشاعتوں میں اسلامی اصطلاحات کا استعمال روز مرہ کا معمول بن گیا ہے ۔ ہم مرزائی گروہ پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ ایسی تحریریں شائع کرنے سے گریز کریں ۔ جس سے امت مسلمہ کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہو ۔ مرزا ناصر کے لئے "خلیفہ ثالث" لکھنا اور مرزا طاہر احمد کے لئے "خلیفہ رابع" لکھنا شعائر اللہ کے ساتھ کھلا مذاق ہے ۔ اور یہ توہین مسلمانان پاکستان ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

سب جانتے ہیں کہ "خلیفہ ثالث" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور "خلیفہ رابع" حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہیں ۔ ایسے الفاظ کا مرزائیوں کے سربراہ کے لئے استعمال کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کے مترادف ہے ۔ کہاں خدا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سچے خلفاء اور کہاں جھوٹے مدعی نبوت کے جھوٹے پیروکار ۔

ایک اسلامی ملک میں اس قسم کی اشتعال انگیز تحریروں کی اشاعت کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی ۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ امت مسلمہ مرزائیوں کو غیر مسلم سمجھتی ہے ۔ اور پاکستان میں بھی آئینی طور پر وہ غیر مسلم ہیں ۔ لہٰذا انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ایسی اسلامی اصطلاحات کا بے دریغ استعمال کریں ۔

ہم حکومت سے عرض کریں گے کہ ان اشتعال انگیز تحریروں کا نوٹس لے اور مرزائی اخبار پر پابندی عائد کرے ۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

بسلسلہ جمالِ مصطفےٰ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ تھے

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری ثم مدنی کی کتاب خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی سے ایک باب

(۱۱) حدثنا ابوداؤد المصاحفی سلیمان بن سلم حدثنا النضر بن شمیل عن صالح ابن ابی الاخضر عن ابن شہاب عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض کانما صیغ من فضۃ رجل الشعر۔

(۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر حسین صاف وشفاف اور خوبصورت تھے گویا کہ چاندی سے آپ کا بدن مبارک ڈھالا گیا ہے۔ آپ کے بال مبارک قدرے خمدار گھونگریالے تھے۔

(فائدہ) سب سے پہلی روایت جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گزر چکی ہے اس میں سفید رنگ کی نفی کی گئی ہے اس لیے اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ چاندی کی طرح سے بالکل سفید رنگ تھی بلکہ سفیدی سرخی مائل تھی اور چمک و حسن غالب تھا۔

(۱۲) حدثنا قتیبۃ بن سعید اخبرنا اللیث بن سعد عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علی الانبیاء فاذا موسیٰ علیہ السلام ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوءۃ ورأیت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبھا عروۃ بن مسعود ورأیت ابراھیم علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبھا صاحبکم یعنی نفسہ الکریمۃ ورأیت جبریل علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبھا دحیۃ۔

(۱۲) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ مجھ پر سب انبیاء علیہم السلام پیش کیے گئے یعنی مجھے دکھائے گئے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میں نے دیکھا تو وہ ذرا پتلے دبلے بدن کے آدمی تھے گویا قبیلہ شنوءۃ کے لوگوں میں سے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو ان سب لوگوں میں سے جو میری نظر میں ہیں عروہ بن مسعود ان سے زیادہ ملتے جلتے معلوم ہوتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو میں نے دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے میں خود ہی ان کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوں۔ ایسے ہی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے ساتھ زیادہ مشابہ ان لوگوں میں سے جو میری نظر میں ہیں دحیہ کلبی ہیں۔

(فائدہ) یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا یا شب معراج میں ہوا ہے یا خواب کی حالت میں ہوا ہے۔ بخاری شریف میں دونوں طرح کی روایتیں ہیں اور اس اختلاف میں کوئی اشکال نہیں ہے اس لیے ہو سکتا ہے کہ دونوں مرتبہ دیکھا ہو۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہلکے بدن کا ترجمہ اپنے نزدیک راجح قول پر کیا ہے ورنہ بعض علماء نے اس کے ترجمہ میں اور بھی اقوال فرمائے ہیں۔ ان تین انبیاء علیہم السلام کا ذکر اس لیے فرمایا کہ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام علاوہ ازیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے تھے جملہ عرب ان کو مانتے تھے۔

افاداتِ عارفی

ضبط و ترتیب :- منظور احمد الحسینی

علم کا حاصل عمل ہے

اگر عمل نہیں تو علم رائیگاں ہے۔

ملفوظاتِ طیبات عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب عارفی مدظلہ

فرمایا :- آج ہر طرف پریشانی ہے کوئی دل ایسا نہیں جو پریشان نہ ہو، یا کسی میں فکر و تردد نہ ہو، بس جا رہے ہیں تشویش و خطرات و وساوس کے ساتھ جی رہے ہیں۔ تدبیر سمجھ میں نہیں آرہی اب کیا کریں۔ دین کی تبلیغ اپنے اپنے دائرہ میں ہو رہی ہے لیکن وہ محدود ہے جب کہ دشمنانِ اسلام کے ذرائع و وسائل مکمل ہیں اور وہ کھلے بندوں بے دینی کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ان کے مقابلے میں علماءِ حق جن کے وسائل و ذرائع اگرچہ محدود ہیں مگر اپنی جگہ کام کر رہے ہیں، جو خلافِ شرع کام ہیں اُن کی حتی المقدور تردید کر رہے ہیں۔

فرمایا :- آج ہر شخص حواس باختہ زندگی گزار رہا ہے۔ پریشانیوں کے دفتر کھلے ہوئے ہیں ہر ایک یہ کہتا ہے کہ فلاں نے کچھ کر دیا ہے، ہم پر سفلی عمل ہو گیا ہے وغیرہ لیکن یہ نہیں سوچتے، کہ ہر عمل کا ایک ردِ عمل ہوتا ہے ہر ایکشن کا ایک ری ایکشن ہے۔ گناہِ کبیرہ کا ہم ارتکاب کر رہے ہیں اور کہتے ہیں اس میں حرج کیا ہے! یوں سمجھ لیا ہے کہ نماز پڑھ لیتے ہیں، زکوٰۃ دے دیتے ہیں۔ عمرہ اور حج ادا کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم صاحبِ ایمان اور متقی ہیں۔ (بتلائیے) جس خدا نے نماز روزہ فرض کیا ہے وہاں اس نے گناہِ کبیرہ سے بچنے کیلئے بھی کہا ہے یا نہیں! ہر صاحبِ ایمان سے سوال یہ ہے کہ جب تم گناہِ کبیرہ کرو گے تو اس وقت مغضوبین اور ضالین میں تمہارا شمار ہو جائے گا یا نہیں، تمہاری وضع قطع، رہنا سہنا تجارت لین دین غرضیکہ سب امور مشرکین کے سے ہیں پھر کیا شکایت کرتے ہو کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ (فکر کرو کہ ایسے جرائم کے ارتکاب کے باوجود ہمیں کھانے کو دے رہے ہیں پینے کو دے رہے ہیں ہمیں عزت حاصل ہے۔) ہمیں احساس کرنا چاہیے فکر کرنی چاہیے اپنے جرم کا اقرار کرنا چاہیے اور اپنے تمام گناہوں سے معافی مانگنی چاہیے۔

فرمایا :- فجر کی یا عشاء کی نماز کے بعد خدا کے سامنے تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرو اور کہو اے خدا میرے تمام اعمال سب آپ کے سامنے ہیں، میں نفس و شیطان سے مغلوب ہوں یہ میری روزمرہ کی زندگی ہے (اپنی بے بسی اور مجبوری کو خدا کے سامنے پیش کرو اور کہو) یا اللہ میں چاروں طرف سے گرداب میں پھنس چکا ہوں، یا اللہ! میں کہنے کو تو مسلمان ہوں لیکن تقاضائے دین سے بالکل خالی، حوادثات میں گھرا ہوا ہوں، بالکل بے بس ہوں۔ اے اللہ میری مدد فرما، میری حالت کو تبدیل فرما، محروم نہ فرمائیں عاجز بندہ ہوں آپ ارحم الراحمین ہیں۔ میرے صغائر و کبائر سب معاف کر دیجئے یا اللہ آپ کا وعدہ سچا ہے میں اقرارِ مجرم ہوں گناہوں کے ترک کا پکا ارادہ کرتا ہوں۔ آئندہ آپ مجھے اپنی حفاظت میں رکھ لیں۔ اسی طرح سے یہ نسخہ کچھ دنوں تک آزمائیں انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

فرمایا :- ایک دفعہ دہلی میں بہت بڑا مجمع تھا، حضرت تھانویؒ وعظ فرما

رہے تھے دوران وعظ فرمایا اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس وقت ایسی بات مجھ پر وارد ہوئی ہے جو آپ نے کبھی نہیں سنی اور بڑی مفید بات ہے میں تحدیث نعمت کے طور پر اس کو بیان کرتا ہوں، پھر آپ یکایک خاموش ہو گئے اور کہا حضرات! ایک بات ہے اس میں مجھ سے انفرادیت کا دعویٰ ہو گیا کہ یہ نئی بات مجھ پر وارد ہوئی ہے اور آپ لوگوں نے کبھی نہیں سنی ہوگی اگرچہ میرے لفظ تحدیث نعمت کے ہیں لیکن پھر بھی میں سب کے سامنے اس دعویٰ سے توبہ کرتا ہوں -

یہ واقعہ مجھ کو مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا انہوں نے فرمایا کہ وہ اس مجلس میں شریک تھے مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میں نے اُس دن حضرت کا مرتبہ پہچانا -

:- ساری طریقت، ساری سنت، ساری شریعت تمام دفاتر اس بات کی تفصیلات سے بھرے ہوئے ہیں کہ علم کا حاصل عمل ہے اگر عمل نہیں تو علم رائیگاں ہے۔ شریعت کے تمام علوم علم کا تقاضا پیدا کرتے ہیں وہ علم علم نہیں جو عمل کا تقاضا اور رغبت پیدا نہ کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جب اللہ تعالیٰ نے تقاضا پیدا فرمایا تو ساتھ ساتھ ہم میں تقاضا پورا کرنے کی صلاحیتیں بھی رکھ دیں، تاکہ عمل میں آسانی رہے -

یا :- ایک صاحب کے سوال نے ہمارے دماغ کا تختہ کھول دیا وہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، ہم سے محبت کرو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا طریقہ کیا ہے کیسے محبت کریں؟

چاہ کا جب نام آتا ہے بگڑ جاتے ہیں
وہ طریقہ تو بتا دو تمہیں چاہیں کیونکر!

تو جواب کے لئے عجیب عنوان اللہ تعالیٰ نے ذہن میں ڈالا ایک جواب جو بالکل سیدھا سادا ہے، یہ ہے کہ اہل محبت کے ساتھ بیٹھو، اہل محبت کی باتیں سنو ان کی کتابیں پڑھو، اہل محبت کے اشعار پڑھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کی جانثاری نوازیت کے واقعات پڑھو اللہ تعالیٰ کے انعامات کا استحضار کرو اور اس کا شکر ادا کرو رفتہ رفتہ قلب کی تمام صلاحیتیں درست ہو جائیں گی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت پیدا ہو جائے گی۔ محبت تین چیزوں سے ہوتی ہے جمال، کمال اور نوال سے اور یہ چیزیں بدرجہ اتم اللہ جل شانہٗ کی شان میں جمع ہیں جیسا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سوال کا جواب خود اللہ میاں سے پوچھو کہ ہم کیسے آپ سے محبت کریں اللہ میاں سے جب پوچھا تو اللہ میاں نے کہا کہ تم ناقص ہو اور ہم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو اتنا بڑا حوصلہ کر آئے ہو اچھا ہم تم کو ایک ترکیب بتاتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ پیکر محبوبیت ہیں ان کی ہر ادا میں ہم نے محبوبیت رکھ دی ہے وہ جو بات کہتے ہیں ہمیں محبوب ہے تو ان سے پوچھا جائے جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر تم کو بتاتا ہوں۔ اتنا بڑا مسئلہ مجھ سے حل نہیں ہو سکتا۔ جب پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس مسئلہ کو حل کر دیا، انہوں نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ﷺ میری طرف سے کیونکہ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں - لہٰذا لوگوں میں اعلان کر دیں (اس طرح سے میرے بندے زیادہ مطمئن ہو جائیں گے) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - محبت کا طریقہ یہ بتلایا گیا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو یعنی تم ناقص ہی رہو گے ہاں اگر میری محبت کامل اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے اپنی محبوبیت کا اعلان کر دیں گے -

فرمایا :- محبت کے ہزاروں عنوانات ہیں۔ محبت کا ہر لون، ہر رنگ اپنی جگہ پر کامل ہے دوسرے سے الگ ہے، مل نہیں سکتا، ماں باپ کی محبت ایک رنگ رکھتی ہے (دوسروں کی محبت دوسرے رنگ رکھتی ہے) محبت ایک فطری چیز ہے بیوی سے، اولاد سے، دوست احباب سے محبت فطری امر ہے اور ہر محبت اپنی نوع میں کامل ہے۔ بیوی کی محبت کبھی متزلزل نہیں ہو سکتی بہن کی محبت سے، اسی طرح دیگر محبتوں کا یہی حال ہے یہ اللہ تعالیٰ کی کمال خالقیت ہے کہ ایسا جذبہ پیدا کر دیا ہے -

فرمایا :- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔" کیا معنی کہ مجھے نماز سے بہت ہی محبت ہے۔ تم اس اتباع میں پڑھو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، محبت کا عنوان ہے کہ نماز پڑھا کرو تاکہ آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے -

کنری شہر میں علمائے کرام کی آمد

قارئین سے کرام! گزشتہ تین ہفتوں سے ہم "کاروانِ ختم نبوت" کے مستقل عنوان کے تحت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی تبلیغی سرگرمیاں آپ کی خدمت میں پیش کرتے رہے۔ اس سلسلہ کو اب ہر ہفتہ جاری رکھتے ہوئے ملک بھر سے جو رپورٹ جماعتی سرگرمیوں کے سلسلے میں ہمیں موصول ہو گی ہم اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا کریں گے تو آئیے سب سے پہلے ہمارے کنری کے نمائندے محمد عثمان آزاد کی ارسال کردہ رپورٹ ملاحظہ فرمائیے

یہ چھوٹا سا شہر صوبہ سندھ کے ضلع تھرپارکر میں واقع ہے یہاں مرزائیوں کی خاصی تعداد آباد ہے شہر کے بارے میں تفصیلات تو کسی اور نشست میں عرض کریں گے۔ یہاں ہماری جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ایک عظیم الشان مرکز قائم ہے جو ایک مدرسہ ایک مسجد (جسکا نام بخاری مسجد ہے) اور ایک دفتر پر مشتمل ہے۔ یہاں کے انچارج مولانا حبیب اللہ صاحب ہیں۔

وہاں سے آمدہ اطلاعات کے مطابق وہاں گذشتہ دنوں زیادہ کچھ گہما گہمی رہی۔ سب سے پہلے وہاں کے طلباء کا ایک اجلاس جامع مسجد بخاری میں مولانا حبیب اللہ صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ اجلاس میں حافظ غلام اللہ، حافظ عبدالمجید ندیم، حافظ عبدالصبور، حافظ نذیر احمد، محمد سلیم بھٹی، محمد جمیل، غلام رسول، عبدالرؤف، محمد ارشد، عبدالخالق کے علاوہ بہت سے دوستوں نے شرکت کی اجلاس نے لبنان کی صورت حال کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا اور لبنان پر اسرائیلیوں کی بمباری پر سخت غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانانِ پاکستان سے اپیل کی کہ وہ متحد ہو کر عالم اسلام کے مشترکہ دشمن اسرائیل کے خلاف جدوجہد کریں۔ ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اسرائیل کے خلاف اعلانِ جہاد کرے۔

ایک اور اطلاع میں محمد عثمان آزاد لکھتے ہیں کہ ۱۰ جون ۸۲ء کو مولانا عبدالغفور سجاول والے ہمارے دفتر تشریف لائے اور انہوں نے جمعہ کے دن بخاری مسجد میں خطبہ جمعہ سے قبل عقیدہ ختم نبوت کے علاوہ کئی دیگر مسائل پر روشنی ڈالی، اس کے علاوہ ۱۲ جون کو مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی بھی مولانا حبیب اللہ صاحب کی دعوت پر تشریف لائے۔ انہوں نے عشاء کے بعد عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت پر تفصیل سے بیان کیا۔

مولانا محمد عرفان قادری کا دورہ

منڈو آدم سے موصول ہونے والی اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ مولانا محمد عرفان قادری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت منڈو آدم نے گذشتہ دنوں قصبہ پیرپٹیل ضلع سانگھڑ کا دورہ کیا۔ قبل نماز جمعہ ختم نبوت پر مفصل تقریر کرتے ہوئے قادیانیوں کے ناپاک عزائم اور ملک گیر تخریب کاریوں سے عوام کو روشناس کراتے ہوئے کہا کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ ایک اسلامی نظریاتی مملکت میں قادیانی برسر

نام حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کر رہے ہیں۔ لیکن ملک کا قانون حرکت میں نہیں آتا۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹ مئی کے روزنامہ امن کراچی میں "قادیانیت" کے عنوان سے قادیانیوں نے ایک بارہ نکاتی اشتہار شائع کرایا جس کے پہلے نمبر میں انہوں نے لکھا کہ ہمارا مذہب اسلام اور ہمارا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ جبکہ انہیں ۱۹۷۳ء کے آئین ۱۹۷۴ء کے ترمیمی آرڈیننس اور مارشل لاء ضابطہ کے تحت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ مگر حکومت نے اس دستوری و مارشل لاء قانون کی صریحاً خلاف ورزی پر کوئی نوٹس نہیں لیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی تبلیغ پر مکمل پابندی عائد کی جائے جس سے نوے کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری اور ختم نبوت کی توہین ہو رہی ہے۔ بعد نماز جمعہ جماعت کی ممبر سازی اور تشکیل ہوئی جس میں مسلمانوں نے بھرپور حصہ لیا اور ختم نبوت سے وفاداری اور ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا عہد کیا۔

مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست نمبر ۱ جناب رئیس محمد ایوب خان صاحب، گوٹھ ماڑی خان

سرپرست نمبر ۲ رئیس خدا بخش صاحب امیر پیر ودل۔ نمبر ۳ حاجی اللہ بچایو کلاتھ مرچنٹ پیر ودل نمبر ۴ نائب امیر جناب اللہ بخش خان پیر ودل نمبر ۵ نائب امیر ۲، حاجی محمد اشرف صاحب گوٹھ ماڑی خان نمبر ۶ ناظم اعلیٰ واجد علی شاہ صاحب زمیندار پیر ودل نمبر ۷ ناظم ۱ محمد رمضان گوٹھ سوڈھیر فقیر نمبر ۸ ناظم نمبر ۲ حافظ محمد زمان صاحب پیر ودل نمبر ۹ ناظم نشر و اشاعت علی احمد ولد محمد عثمان پیر ودل نمبر ۱۰ ناظم دفتر نیاز محمد۔ خازن محمد یوسف زمیندار

ایک شرعی مسئلہ

از حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

ان دنوں یہ شرعی مسئلہ خاص طور سے زیر بحث ہے اور اس سلسلہ میں بار بار سوال کیا جاتا ہے کہ کیا کسی غیر مسلم سے مقاطعہ جائز ہے؟ یہاں اس پر مفصل بحث کی گنجائش نہیں۔ مختصر یہ کہ کسی کافر سے موالات اور دوستی کا برتاؤ تو کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ نہ انہیں ملی مشوروں میں شریک کیا جا سکتا ہے، نہ ملک کی پالیسیوں میں انہیں دخیل بنایا جا سکتا ہے۔ نہ کسی کافر کو کسی کلیدی اسامی پر فائز کیا جا سکتا ہے، رہا لین دین اور میل جول کا سوال! تو کافر اگر حربی یا باغی ہو، مسلمانوں کے مقابلے میں برسر پیکار ہو اور اس سے لین دین کا معاملہ مسلمانوں کے حق میں مضر ہو تو اس سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر لینا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کی ناکہ بندی کرنا سیرت نبوی کا معروف واقعہ ہے، اسی طرح حضرت ثمامہؓ بن اثال کا واقعہ بھی مشہور ہے کہ انہوں نے کافروں کی رسد روک کر ان کا ناطقہ بند کر دیا تھا، اور جب تک کافروں نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر معذرت اور منت و سماجت نہیں کی، ان کی رسد بحال نہیں ہوئی۔ قرآن کریم میں اجمالاً اور بخاری شریف میں تفصیلاً حضرت کعب بن مالک اور ان کے رفقاء کے مقاطعہ کا عبرت آموز قصہ بھی موجود ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ سنگین موقعہ پر تادیب اور سرزنش کے لئے بعض اوقات ایک مسلمان سے بھی مقاطعہ صحیح ہے۔ یہ تو کفار اور بعض اوقات مسلمانوں سے مقاطعہ کا مسئلہ تھا، اور جو شخص دین اسلام سے العیاذ باللہ منحرف ہو کر مرتد ہو گیا ہو اس کے ساتھ تو کسی نوع کا بھی تعلق قطعاً جائز نہیں

یوں بھی اسلامی غیرت اس کو برداشت نہیں کرتی کہ باغیان اسلام کے ساتھ کسی قسم کا ربط رکھا جائے۔ ایسے موقعوں پر عموماً انسانی ہمدردی اور اسلامی رواداری کی اپیل کی جاتی ہے، مگر کون نہیں جانتا کہ انسانی ہمدردی اور رواداری کے بھی کچھ حدود ہوتے ہیں، بعض اوقات جرم کی نوعیت ہی کچھ اتنی سنگین ہوتی ہے کہ انسانی ہمدردی اور رواداری کے سب پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں اور رحم کی اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔ یہ ہمارے سامنے روزمرہ کے واقعات ہیں۔ ارتداد، اسلام کی نظر میں بدترین جرم ہے۔ کیونکہ وہ "بغاوت" کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے مرتد کے معاملہ میں انسانی ہمدردی اور رحم کی کوئی اپیل اسلام کی عدالت میں لائق التفات نہیں تاوقتیکہ مجرم اپنے جرم بغاوت سے باز نہ آجائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عکل اور عرینہ کے چند افراد نے اسی جرم کا ارتکاب کیا تھا، مرتد ہو کر انہوں نے صدقات کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا اور راعی کو قتل کر ڈالا تھا۔ پکڑے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص میں ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر انہیں چلچلاتی دھوپ میں ڈلوایا، وہ پیاس کی شکایت کرتے تو پانی تک نہ دیا جاتا۔ بالآخر اسی طرح تڑپ تڑپ کر اپنے انجام کو پہنچے۔ سوال ہوگا کہ ان کے معصوم بچوں کا کیا قصور ہے، مگر اس کا جواب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں، چنانچہ عرض کیا گیا کہ کافروں کی بستی پر رات کی تاریکی میں حملہ کیا جائے تو ان کے بچے بھی اس کی زد میں آجاتے ہیں، فرمایا:۔ ھم من آباءھم وہ بھی تو کافروں کے ہی بچے ہیں یعنی جو حکم کافروں کا ہے وہ کافروں کے بچوں کا۔

تراویح اور اس کے احکام و مسائل

منظور احمد الحسینی

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے۔ اس کا مادہ روح ہے جس کے معنی آرام کرنا، دیر کرنا اور خوشبودار کرنا ہیں چونکہ ہر چار رکعتوں کے بعد نمازی آرام و راحت کرتا ہے۔ اور سستاتا ہے اس لئے ان کو تراویح کہتے ہیں۔

حکم

رمضان المبارک کے مہینہ میں تراویح کی نماز ہر عاقل، بالغ، مسلمان مرد و عورت کے لئے اجماعی طور پر سنت مؤکدہ عین ہے کیونکہ اکثر خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام نے اس پر ہمیشگی کی ہے اور ان کے بعد سے آج تک تمام علماء کرام بلا انکار متفق چلے آرہے ہیں اور مردوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا سنت علی الکفایہ ہے۔ اگر کسی مسجد کے سب لوگ تراویح کی جماعت چھوڑ دیں تو سب ترک سنت کے گنہگار ہوں گے۔

فضیلت تراویح

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے رمضان میں راتوں کو فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اور ثواب کے لئے، قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (مسلم) امام نوویؒ نے کہا ہے کہ قیام لیل سے مراد نماز تراویح ہے کیونکہ تراویح کے علاوہ دیگر نفل تو غیر رمضان میں بھی ہوتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک رات نماز پڑھی، تو آپ کے پیچھے اور لوگوں نے بھی نماز پڑھی پھر دوسری رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی لوگوں کا مجمع زیادہ ہو گیا اس کے بعد تیسری یا چوتھی رات میں لوگ پھر جمع ہو گئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنے حجرے سے) تشریف نہیں لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے لوگوں سے فرمایا جو کچھ تم نے کیا میں نے دیکھا لیکن مجھے رات (حجرے سے مسجد نبوی) آنے سے اس کے سوا اور کسی چیز نے نہیں روکا کہ ایسا نہ ہو تم پر تراویح فرض ہو جائے راوی نے کہا اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔

(مسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض کیا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح و قرآن کے لئے) تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (جو مؤکدہ ہونے کے سبب ضروری ہے) جو شخص ایمان اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا۔ جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (نسائی)

ایک اور حدیث میں ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں بیس تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ، بیہقی)

ان احادیث سے جہاں نماز تراویح کی فضیلت معلوم ہوئی وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر رات تمام صحابہؓ سمیت جماعت کے ساتھ تراویح کا پورا اہتمام اس لئے نہیں فرمایا کہ یہ نماز فرض نہ ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کے ابتدائے خلافت میں لوگ علیحدہ علیحدہ تنہا تراویح پڑھتے تھے ایک روز حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام ساتھیوں کو اسطرح تراویح کی نماز جدا جدا الگ الگ پڑھتے دیکھا تو سوچا کہ ان سب کو ایک حافظ قرآن کے پیچھے نماز

جاری ہے

تاریخ اسلام

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

اما بعد: یہ ایک مسلم حقیقت ہے۔ کہ زندگی نشیب و فراز کا مجموعہ ہے۔ یہ نشیب و فراز کبھی اجتماعی ہوتا ہے۔ کبھی انفرادی۔ بہر حال اس کے وجود سے انکار کرنا محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن ہماری آنکھیں انفرادی اور اجتماعی انقلابات سے دو چار ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ دریائے زندگی کے ان تہ بہ تہ امواج میں کتنے صدف و در یتیم گرد میں لئے ہوئے اسکی حفاظت و صیانت میں مشغول ہیں۔ اور کتنے نہنگ اپنے اس شکار کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ جس کا انتظام ان کے لئے قدرت نے پہلے ہی سے کر رکھا ہے۔

انقلابات تو ویسے آتے ہی رہتے ہیں۔ اور آنے بھی چاہئیں۔ کیونکہ انہی میں اس زندگی کی رونق کا راز مضمر ہے۔ پھر ان کی نوعیت بھی مختلف ہوتی ہے۔ بعض چھوٹے ہوتے ہیں۔ بعض بڑے۔ کوئی باعتبار نتیجہ اچھا ہوتا ہے اور کوئی برا۔ اگر ہم ذرا غور سے دیکھیں۔ اور اچھے طریقے سے تجزیہ کر لیں۔ تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ گوناگوں انقلابات کا مرقع ہے۔ میرا دل و جان اس انقلاب پر قربان ہو۔ جس نے پوری کی پوری سوسائٹی کا پلٹ کر رکھ دیا۔ جس نے انسان کو انسانیت سکھائی۔ اور اسے قعر مذلت سے نکال کر بام عروج پر پہنچا دیا۔

اللہ تعالیٰ کی شان بھی عجیب ہے۔ اس کی مشیت ہے۔ جس سے اس باغ دنیا کا پتہ پتہ بنا ہوا۔ کلی کھلتی ہوئی اور گلاب جھومتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے کام بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں۔ جن کی تہہ تک عقل انسانی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنی سنت کے مطابق اس کے لئے اسباب پیدا فرما لیتے ہیں۔

جب دین حق کی بنیادیں مستحکم ہو گئیں۔ اور مسلمانوں کی تربیت مکمل ہو گئی۔ ان کی نیتوں کا امتحان پورا ہو گیا۔ قریش کی ظلم و بربریت کا جام لبریز ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہؓ سمیت اس شہر میں فاتحانہ شان سے داخل ہوں۔ جہاں سے انہیں ستا ستا کر ہجرت پر مجبور کیا گیا تھا۔ مکۃ المکرمہ اپنی پرانی حیثیت پر پھر واپس آ جائے۔ اور بیت اللہ پوری انسانیت کے لئے منبع ہدایت و برکت بن جائے۔

بنی بکر کا حملہ اور قریش کا تعاون

اپنے اس مقصد اور ارادہ کو پورا فرمانے کے لئے رب العالمین نے ایسے اسباب پیدا فرمائے۔ جنہیں ظاہر بین نگاہیں نہیں دیکھ پاتی تھیں۔ قریش خود غیر شعوری طور پر اس کے محرک (MoTive) بنے۔ اور ایسا واقعہ پیش آیا جس نے فتح مکہ کو لازمی اور ضروری کر دیا۔

جس وقت قریش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

فتح مکہ۔ ا

درمیان حدیبیہ میں صلح ہوئی۔ اور ایک معاہدہ لکھا گیا۔ تو اس کے دفعات میں سے ایک دفعہ یہ تھی۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد و پناہ میں آنا چاہے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اور جسے قریش کی پناہ اور عہد قبول ہو۔ وہ بھی اس معاملے میں آزاد ہوگا۔ کسی پر

جس نے پوری کی پوری سوسائٹی

کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ چنانچہ بنو بکر قریش کے عہد میں شامل ہو گئے۔ اور بنو خزاعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور پشت پناہی پسند کی۔

بنو بکر اور خزاعہ میں بہت پہلے سے عداوت چلی آ رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ مالک بن عباد حضرمی ایک دفعہ سامان تجارت لیکر سرزمین خزاعہ میں داخل ہوا۔ خزاعہ کے لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ جس کے بدلے میں بنو بکر نے موقعہ پاکر بنو خزاعہ کے ایک فرد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ قبیلہ

خزاعہ نے اپنے ایک آدمی کے معاوضے میں بنو بکر کے تین سرداروں کا سر قلم کر دیا۔ انتقامی کارروائیوں کا یہ سلسلہ جاری تھا۔ اسلام نے آ کر ان دونوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی۔ اسلامی معاملات میں منہمک ہو جانے کی وجہ سے انہیں کسی اور جانب توجہ کرنے کی فرصت نہ ملی۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ دونوں قبیلے دو مخالف کیمپوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور ایک دوسرے سے مامون و بے خوف ہو گئے۔ تو بنو بکر نے اسے گولڈن چانس (Golden chance)

ہم اسلامی انقلاب

سمجھ کر خزاعہ سے اپنا حساب بے باق کرنا چاہا۔ نوفل بن معاویہ دیلی نے اپنے ساتھیوں سمیت خزاعہ پر شبخون مارا۔ رات کا وقت تھا۔ وہ پانی کے ایک چشمہ کے پاس مقیم تھے۔ لڑائی ہوئی۔ خزاعہ کے متعدد آدمی کام آئے۔ قریش میں سے صفوان بن امیہ، شیبہ بن عثمان، سہیل بن عمرو،

ٹ کر رکھ دی۔

حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص نے خفیہ طور پر بنو بکر کی امداد کی۔ انہیں ہتھیاروں سے نوازا۔ رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خود میدان میں کود پڑے۔ یہ لوگ خزاعہ کو دھکیلتے ہوئے حرم تک پہنچ گئے۔ قریشیوں میں سے کسی نے کہا۔ اب ہم حرم میں داخل ہو گئے ہیں۔ اپنے معبود کا لحاظ کرو۔ جواب ملا۔ آج کے دن کوئی معبود نہیں۔ بنی بکر آج بدلہ چکا لو کل

کل یہ موقعہ نہیں ملے گا۔

خزاعہ کے لوگ بدیل بن ورقاء خزاعی کے مکان میں گھس گئے۔ مگر وہاں قریش نے گھروں میں گھس کر ان کو مارا۔ اور لوٹا۔ درحقیقت وہ یہ سمجھتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں ملے گی۔ اور معاملہ یونہی دب جائے گا۔

عمرو بن سالم الخزاعی کا فریاد

اس موقع پر عمرو بن سالم الخزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر ملے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عمرو بن سالم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

یارب انی ناشد محمداً
حلف ابینا وابیہ الاتلدا

اے میرے رب! میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے باپ اور ان کے باپ کا قدیم عہد یاد دلانے آیا ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ جس طرح (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آج ہم آپ کے حلیف ہیں۔ اسی طرح ہمارے باپ دادا آپ کے باپ دادا کے حلیف تھے۔

ان قریشاً اخلفوک الموعدا
ونقضوا میثاقک المؤکدا

قریش نے آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا۔ اب اس کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور آپ کے پختہ عہد و پیمان کو توڑ ڈالا ہے۔

ھم بیتونا بالوتیر ھجداً
وقتلونا رکعاً وسجداً

انہوں نے چشمۂ وتیر پر سوتے ہوئے ہم پر شبخون مارا۔ اور حالت رکوع و سجود میں ہم کو قتل کر ڈالا۔

وجعلوا لی فی کداء رصداً
وزعموا ان لست ادعوا احدا

انہوں نے مقام کداء میں آدمیوں کو ہماری گھات میں بٹھا دیا۔ ان کا گمان یہ تھا کہ میں مدد کے لئے کسی کو نہ بلاؤں گا۔

ووالدا کنا وکنت الولدا
ثمت اسلمنا ولم ننزع یدا

ہم بمنزلہ باپ کے ہیں۔ اور آپ بمنزلہ اولاد کے (اس لئے کہ عبد مناف کی ماں قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتی تھی)۔ اس تعلق کی بنا پر ہماری نصرت اور اعانت آپ پر لازم ہے۔ علاوہ ازیں ہم ہمیشہ آپ کے مطیع اور فرمانبردار رہے۔ اس لئے آپ سے امید ہے۔ کہ اپنے جاں نثاروں کی مدد فرمائیں گے۔

فانصر رسول اللہ نصراً اعتدا
وادع عباد اللہ یأتوا مددا

اے اللہ کے رسول ہماری فوری مدد فرمائیے۔ اور اللہ کے خاص بندوں کو حکم دیجئے۔ وہ ضرور ہماری مدد کو آئیں گے۔

فیھم رسول اللہ قد تجردا
ان سیم خسفاً وجہہ تربدا

صحابہ کرام کے لشکر کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس تشریف لائیں۔ اور اگر وہ ظالم آپ کو گزند پہنچانا چاہیں۔ تو آپ کا چہرہ مبارک غیرت و حمیت تمتمانے لگے۔

یہ اشعار سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمرو بن سالم! تمہاری ضرور مدد ہوگی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام قریش کے نام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خبر کی مزید تصدیق کیلئے قریش کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ تاکہ ان کے پاس کل کہنے کے لئے کوئی بات باقی نہ رہے۔ قاصد کو یہ ہدایت کی۔ کہ ان کے سامنے تین صورتیں رکھے۔

(۱) مقتولین خزاعہ کا "خون بہا" دیں۔
(۲) بنی بکر کی شاخ بنو نفاسہ سے لاتعلقی کا اعلان کریں۔
(۳) معاہدہ حدیبیہ کے فسخ کا اعلان کر دیں۔

یہ پیغام سن کر قرطہ بن عمرو نے قریش کی نمائندگی کرتے ہوئے ضمرہ کو جواب دیا۔ کہ ہم نہ مقتولین خزاعہ کا خون بہا دیں گے۔ نہ بنو نفاسہ سے اپنے تعلقات منقطع کریں گے۔ البتہ معاہدہ حدیبیہ کے فسخ پر ہم راضی ہیں۔ لیکن ضمرہ کے چلے جانے کے بعد قریش پچھتانے لگے۔

اور ابوسفیان کو تجدید معاہدہ کے لئے مدینۃ المنورہ روانہ کیا۔

> **تاریخ گوناگوں انقلابات کے مرقع کا نام ہے۔**

تجدید معاہدہ کیلئے قریش کی جدوجہد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا۔ تو فرمایا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ابوسفیان توثیق معاہدہ اور توسیع مدت کے لئے تمہارے پاس آئے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قریش اپنے کئے ہوئے پر نادم ہوئے۔ اور انہیں ایک قسم کا اندیشہ لاحق ہوا۔ انہوں نے اس سخت جواب کو ناپسند کیا۔ جو قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا تھا۔

ابوسفیان مدینہ منورہ میں

ابوسفیان تجدید معاہدہ کے لئے مکہ سے روانہ ہوئے۔ مقام عسفان میں پہنچ کر بدیل بن ورقاء خزاعی سے ان کی ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہاں سے آرہے ہیں؟ بدیل نے جواباً کہا۔ میں اسی قریب کی وادی سے آرہا ہوں۔ اور مکہ کیطرف چل پڑا۔ ابوسفیان کو خیال آیا کہ بدیل ضرور مدینہ سے واپس آرہا ہے۔ بدیل نے جہاں اپنا اونٹ بٹھایا تھا۔ وہاں جاکر اس کی مینگنی کو توڑ کر دیکھا۔ تو اس میں سے کھجور کی گٹھلی برآمد ہوئی۔ پھر کہنے لگا۔ خدا کی قسم بدیل ضرور مدینہ سے واپس آرہا ہے۔ اور یہ گٹھلی مدینہ ہی کی کھجور کی ہے۔

مدینہ پہنچ کر اپنی بیٹی ام حبیبہؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ) کے گھر گئے۔ آپ کے بستر پر بیٹھنا چاہا۔ ام المؤمنینؓ نے بیٹھنے سے روک دیا۔ کہنے لگا۔ بیٹی! میں نہیں سمجھ پایا۔ تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا۔ یا مجھ کو اس بستر کے لائق نہیں سمجھا!

ام حبیبہؓ نے کہا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے۔ اس پر ایک مشرک جو شرک کی نجاست سے آلودہ ہو نہیں بیٹھ سکتا۔ ابوسفیان نے کہا۔ بیٹی! خدا کی قسم ہم سے جدا ہونے کے بعد تم کو بہت

بدل گئیں۔

بعد ازاں ابوسفیان بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ گفتگو کی۔ لیکن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب مایوس ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ اور ان سے خواہش کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی طرف سے بات کریں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ یہ کام میں نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور اُن سے بھی سفارش کی درخواست کی۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
نے اپنے باپ ابوسفیان سے کہا:۔
ایک مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بستر پر نہیں بیٹھ سکتا۔

آپؓ نے فرمایا۔ اللہ اکبر میں تیری سفارش کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ دنیا میں اگر کوئی ساتھی مجھے میسر نہ آئے تو میں تنہا جہاد کرنے کو تیار ہوں۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا۔ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسفیان نے کہا۔ اے ابوالحسن! قرابت کے لحاظ سے آپ ہم سے بہت ہی قریب ہیں۔ میں ایک شدید ضرورت سے آیا ہوں۔ میری چاہت ہے کہ ناکام واپس نہ جاؤں۔ آپ براہِ کرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفارش فرمائیے۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارے میں ارادہ فرما چکے ہیں۔ اب کسی کی مجال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ کہہ سکے۔ ابوسفیان اس قدر حیران اور پریشان ہوا کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے کہنے لگا۔ اے بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تم اپنے اس بچے (حضرت حسن بن علیؓ) کو اشارہ کر سکتی ہو کہ یہ اتنا زبان سے کہدے۔ کہ میں نے فریقین میں بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اس لئے وہ قیامت تک عربوں کا سردار بن جائے گا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا۔ اوّل تو یہ کمسن ہے۔ (یعنی پناہ دینا بڑوں کا کام ہے) اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلاف مرضی کون پناہ دے سکتا ہے۔ ابوسفیان نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہا۔ مجھے کوئی تدبیر بتلائیے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت کوئی چیز تمہارے کام آ سکتی ہے۔ تم بنی کنانہ کے سردار ہو۔ مسجد میں جا کر یہ پکار دے۔ کہ میں تجدید معاہدہ اور توسیع مدت صلح کیلئے آیا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے گھر کی راہ لو۔ چنانچہ ابوسفیان وہاں سے اٹھ کر مسجد آیا۔ اور باآوازِ بلند للکار کر کہا۔ میں عہد کی تجدید اور صلح کی مدت بڑھاتا ہوں۔ یہ کہہ کر مکہ کی طرف چل دیا۔

ابوسفیان جب مکہ پہنچا۔ ساری تفصیلات سے قریش کو آگاہ کیا۔ تو انہوں نے پوچھا۔ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تمہارے اس اعلان کو جائز رکھا۔ کہا نہیں۔ قریش نے کہا۔ پھر تم کیسے راضی اور مطمئن ہو گئے؟ تم تو کوئی کام کی بات لیکر نہیں آئے۔ خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیرا مذاق اڑایا ہے۔ تو نہ صلح کی خبر لایا جس سے ہم مطمئن ہو جاتے۔ نہ جنگ کی خبر لے آیا۔ کہ ہم تیاری کریں۔

جاری ہے

بقیہ :- قومی اخبارات کا مطالعہ

پانی پینے کے بعد میں ان سے الگ ہو گیا۔ جاتے ہوئے ان میں سے ایک نے قہقہہ لگایا اور کہا۔

" ربوہ آپ کا اپنا گھر ہے آپ یہاں مزید گھوم پھر سکتے ہیں۔ آپ سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا "

یہ ڈرامہ تو ختم ہو چکا تھا۔ مگر مجھے کہیں ڈراپ سین نظر نہیں آ رہا تھا جس پُر اسراریت کے پردے چاک کرنے کیلئے میں یہاں آیا تھا وہ ابھی بدستور موجود تھے میں اب بھی اسی کشمکش میں تھا کہ ربوہ ایک کھلا شہر ہے یا ممنوعہ شہر! اس کھلے شہر اور پھر ۸۰ کنال کے رقبے میں تعمیر نام نہاد "خاندان نبوت" کی رہائش گاہوں پر مشتمل اس قلعہ نما کمپلیکس میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اپنے آپ کو محبوس کیوں تصور کرتا ہے؟ اگر مرزا رفیع احمد آزاد ہیں تو پھر انہیں لوگوں سے ملنے کی اجازت کیوں نہیں؟ اگر وہ آزاد نہیں ہیں تو پھر ان کے بیٹوں کا یہ عجیب و غریب طرزِ عمل اس الزام کی نفی کیوں کرتا ہے یہ لوگ باہر سے آنے والوں کو تحفظ کی فراہمی کا دعویٰ کرتے ہیں اگر یہ درست ہے تو پھر یہ بد سلوکی اور متشددانہ رویہ چہ معنی دارد؟ مجھے تو ایسے لگ رہا ہے جیسے قصرِ خلافت میں کوئی ایٹمی پلانٹ تعمیر ہو رہا ہے اور غلطی سے انہوں نے مجھے مارک ٹیلی سمجھ لیا (بشکریہ نوائے وقت کراچی ۱۹ جون ۱۹۸۳ء)

کیا ربوہ کے قصرِ خلافت میں ایٹمی پلانٹ تعمیر ہو رہا ہے

ایک اخبار نویس کی روداد ——— جو قادیانیوں کے ہتھے چڑھ گیا

قادیانی فرقے کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی دل کے دورے کی وجہ سے موت اور پھر مسئلہ جانشینی پر آنجہانی کے حواریوں میں سنگین اختلافات کی خبریں سن کر ہماری اخبار نویسوں کی مخصوص حس تجسس بھی بے چین کرنے لگی اور جب یہ ناقابل برداشت محسوس ہونے لگی تو ہم نے ربوہ جا کر خود حالات کا جائزہ لینے کا فیصلہ کر لیا۔
۱۲ جون کو صبح ۹ بجے کے قریب جب بس کے اڈے کے قریب واقع گول بازار

تحریر: راشد چودھری

میں داخل ہوا تو وہاں مسند نشینی کے بعد مرزا طاہر احمد کی پہلی تقریر کے ٹیپس کی آوازیں سنیں تقریر کی آوازیں متعدد دکانوں سے اٹھ رہی تھیں اور بظاہر ایسے لگتا تھا کہ اس سلسلے میں باقاعدہ پروگرام کے مطابق عمل کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ آوازیں مناسب فاصلوں سے اٹھ رہی تھیں ایک دکان کا مالک تنہا بیٹھا محو آواز میں کسی شخص کی ٹیپ سن رہا تھا۔ دریافت کرنے پر علم ہوا کہ وہ آنجہانی مرزا ناصر احمد کی تقریر سن رہا ہے۔

مسلسل دو گھنٹے تک میں نے ربوہ میں گھوم پھر کر لوگوں کی آراء معلوم کیں جن سے صاف پتہ چلتا تھا کہ اگرچہ اس شہر میں مرزا رفیع احمد کے حامیوں کی بھی اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ مگر مرزا طاہر اور ان کے حامیوں کو حالات پر کنٹرول حاصل ہے۔ جب مرزا رفیع کے ایک حامی سے اس کی توجیہ طلب کی گئی تو اس نے کہا کہ ابھی لوگ مرزا ناصر احمد کی موت کا سوگ منا رہے ہیں۔ اس لئے اصل صورت حال چند روز تک کھل کر سامنے آئے گی۔

ایک خالص قادیانی نوجوان سے پوچھا کہ آیا وہ مرزا رفیع احمد کو پسند کرتا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کیوں نہیں۔ وہ نیک آدمی ہیں۔ ”تو پھر آپ نے مرزا طاہر احمد کی بیعت کیوں کی؟“ میں نے دریافت کیا جس پر اس نے کہا۔

”دراصل جماعت کی انتظامیہ بہت بدعنوان ہو چکی ہے۔ مرزا رفیع احمد بہت دیانتدار اور با اصول ہیں اگر وہ خلیفہ بن جاتے تو انہوں نے تمام بیوروکریسی کی چھٹی کروا دینی تھی جس سے پارٹی میں زبردست انتشار پیدا ہوتا۔ لہٰذا میرے خیال میں مرزا طاہر احمد کا انتخاب زیادہ موزوں ہے۔“

اسی قسم کے خیالات کے حامل ایک دوسرے شخص نے کہا۔

”بیوروکریسی مرزا رفیع احمد کے خلاف تھی اگر وہ خلیفہ بن بھی جاتے تو اردگرد پھیلے ہوئے غلط لوگ انہیں دو دن بھی خلافت نہ کرنے دیتے بلکہ ختم کرا دیتے۔“ مسئلہ جانشینی کے بارے میں مرزا طاہر احمد کے حامیوں کی متفقہ رائے یہ تھی کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور اگر انتخاب کا طریق غلط بھی ہو تو بھی مرزا طاہر احمد خدا تعالیٰ کے منتخب کردہ ہیں جب میں نے اس سلسلے میں مرزا رفیع احمد کے

قصہ قادیانیوں کی
خلافت کے جھگڑے کا

ایک حامی کی رائے پوچھی تو اس نے جواب دیا۔

”اگر خلیفہ خدا بناتا ہے تو پھر انتخابات کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ وہ شخص جو جماعت کی مشینری میں سب سے زیادہ مضبوط ہو خود ہی اپنی خلافت کا اعلان کر دیا کرے۔“

بہر حال مرزا رفیع احمد کے حامیوں کو شکایت ہے کہ بیعت کر لینے

کے باوجود ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جا رہا۔ ایک ستر سال سے زیادہ عمر کے قادیانی نے بتایا کہ وہ آنجہانی مرزا ناصر احمد کے آخری دیدار کے لئے گیا تو اسے یہ کہہ کر میت کے قریب جانے سے روک دیا گیا کہ بھابھی جی نے حکم دیا ہے کہ مرزا رفیع سے تعلقات رکھنے والوں کو جنازے کے قریب نہ پھٹکنے دیا جائے۔

بیرون ربوہ سے آنے والے ایک نوجوان جو مرزا رفیع احمد کے واک آؤٹ اور پھر دونوں بھائیوں کے حامیوں کے درمیان ناخوشگوار صورت حال اور مرزا رفیع احمد پر دست درازی سے بہت پریشان سے تھے۔ انہوں نے مرزا طاہر احمد کی بیعت کر لی تھی اور ان کے نزدیک یہ انتخابات حالات کی مناسبت سے ٹھیک ہوا تھا۔ مگر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے وقت وہ بار بار اپنے لئے خلافت سے وابستگی کی دعا مانگ رہے تھے۔ جب وہ مجھ سے علیحدہ ہونے لگے تو انہوں نے بتایا کہ وہ آج کوئٹہ واپس جا رہے ہیں اور پھر بڑی لجاجت کے ساتھ کہا۔

"آپ بہت شریف انسان معلوم ہوتے ہیں میرے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے"

شرافت، خلافت، دعا میرے لئے یہ سب اجنبی سے لفظ تھے میں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور مسکراتے ہوئے خدا حافظ کہہ کر بات چیت کے لئے کسی اور شخص کو تلاش کرنے لگا۔

مرزا طاہر احمد کے حامیوں کی یہ بات درست ہے کہ ان کے فرقے میں "منافقین" صورت حال کو مزید بگاڑ رہے ہیں۔ تاہم ذاتی طور پر میں منافقت اور مصلحت میں تمیز نہیں کر سکا۔ مثال کے طور پر ایک شخص جو قادیانی تنظیم کے اہم عہدوں پر فائز رہ چکا ہے اور ان دنوں زیر عتاب ہے وہ درجن کے قریب اہل خانہ کا کفیل ہے۔ اس شخص نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا

"آپ کی یہ رائے درست ہے کہ مرزا طاہر احمد بہت ذہین و فطین انسان ہیں مگر دنیا میں فقط ذہانت کام نہیں آتی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کتنے عظیم انسان اور خود کو کتنے بلند مقام و مرتبہ پر خیال کرتے تھے مگر قدرت نے صرف ایک جھٹکے سے ان کے تمام منصوبے ختم کر دیئے۔ میں نے مرزا طاہر کی بیعت کی ہے اور یہ جانتے ہوئے کی ہے کہ وہ "بہت کچا آدمی ہے"۔ میں نے متعدد لوگوں سے مرزا رفیع احمد کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں! مگر اس سلسلے میں مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہ مل سکا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آیا ان سے ملاقات ممکن ہے تو اس پر منفی جواب ملا۔ بلکہ ایک دو افراد نے تو یہاں تک کہا کہ اسی کنال کے رقبے پر مشتمل اس "WALLED CITY" میں جانا میرے لئے کسی بڑی مصیبت کا پیش خیمہ بھی بن سکتا ہے۔ مگر چونکہ ان کے بارے میں متضاد خبریں تھیں۔ لہٰذا میں نے ان کی رہائش گاہ پر جا کر حالات کا جائزہ لینے کا ارادہ کر لیا۔ اس مقصد کے لئے میں نے گول بازار کے ایک دکاندار سے تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس کا کہنا یہ تھا کہ مرزا رفیع احمد کے گھر جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور اگر میں چاہوں تو وہاں جا کر خود حالات کا مشاہدہ کر سکتا ہوں۔ میں نے اسے کہا کہ وہ مجھے کہیں سے ایک سائیکل فراہم کر دے تو شدید دھوپ میں پیدل چلنے سے بچ جاؤں گا۔ جس پر اس نے ایک نوجوان سے کہا کہ انہیں تانگہ لا دو۔ تھوڑی

مرزا طاہر احمد کی خلافت کے لیے باقاعدہ پروگرام تیار کیا گیا

دیر میں میں تانگے پر بیٹھ کر مرزا رفیع کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ تانگے والے کو میں نے ہدایت کی کہ وہ غیر مانوس راستے سے جائے۔ دوسری سواری نہ بٹھائے اور بلا وجہ راستے میں نہ رکے تھوڑی دیر میں ایک بہت بڑے گیٹ کے دروازے پر کھڑا تھا۔ سڑک پر موجود یہ واحد گیٹ مرزا ناصر احمد کے خاندان کی کوٹھیوں میں لے جاتا تھا۔ کسی زمانے میں عام شہروں کی طرح ان کوٹھیوں کے درمیان گلیاں اور سڑکیں تھیں۔ اور ان گھروں تک پہنچنے کے لئے متعدد راستے تھے۔ مگر کچھ عرصہ قبل تمام راستے بند کر دیئے گئے میری معلومات کے مطابق چند برس قبل یہ کام ہوا تو ٹاؤن کمیٹی والوں نے اس بنیاد پر ان راستوں کو بند کرنے کے لئے تو تعمیر دیواریں گرا دیں کہ اس طرح ان کوٹھیوں میں آنے جانے والوں کو دقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مگر تازہ ترین صورت حال کے مطابق مجھے ایک ایسے گیٹ میں سے گزر کر جانا پڑا۔ جسے کسی بھی وقت بند کر کے کوٹھیوں کے اندر جانے کا راستہ بند کیا جا سکتا ہے۔

جب میں گیٹ کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ خلاف توقع وہاں کوئی پہرہ نہیں تھا۔ تانگہ آگے بڑھتا گیا اور اس چھوٹی سی سڑک پر پہنچ گیا جہاں مرزا رفیع کی رہائش گاہ ہے۔ اس سڑک پر پہنچتے ہی میں نے ایک درخت

کے نیچے دو نوجوان کو کھڑے ہوئے دیکھا جو واضح طور پر قادیانی نوجوانوں کی تنظیم "خدام الاحمدیہ" سے تعلق رکھتے تھے۔ اور جو فاصلے پر کھڑے ہو کر مرزا رفیع کے گھر کی نگرانی کر رہے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی میرے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید یہ لوگ تعرض کریں۔ مگر کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر ہی میں مرزا رفیع کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ گیٹ کھلا ہوا تھا اور سامنے ایک کار کے پاس بیٹھا بچہ کھیل رہا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔

آپ کے ابو کہاں ہیں؟

مجھے نہیں پتہ۔؟

مرزا رفیع کے حامیوں کو آنجہانی مرزا ناصر کی نعش کے قریب جانے سے روک دیا گیا۔

بیٹا! اپنے ابو کو میرے آنے کی اطلاع تو کر دو۔

"آپ اندر چلے جائیں"

"آپ اندر جا کر میری آمد کا بتائیں اگر وہ اجازت دیں گے تو پھر ہی میں اندر جا سکتا ہوں۔"

میں نے کہا ہے نا، کہ آپ اندر چلے جائیں"

سامنے ایک جالی دار دروازہ تھا۔ میں اسے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ پاس ہی ایک کمرے میں کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ چند لمحے توقف کے بعد میں اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ دروازے کے عین سامنے بیڈ پر ایک نوجوان لیٹا ہوا تھا۔ دو شخص کرسیوں پر تھے۔ اور دو فرش پر بچھی ہوئی دری پر بیٹھے تھے۔ مگر یہ چاروں افراد تیزی سے کچھ لکھنے میں مصروف تھے کمرہ چھوٹا سا تھا۔ لہٰذا مجھے دروازے کے قریب ہی کھڑا ہونا پڑا، اتنی دیر میں ایک نوجوان شمیم قدسی پانی کا ایک جگ اور گلاس لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اس نے مجھے بیٹھ جانے کے لئے کہا۔ میں دری پر بیٹھ گیا میرے پاس ہی ایک شخص تیزی سے کچھ لکھ رہا تھا۔ غالباً وہ کسی اخبار کے لئے خبر یا مضمون تھا۔ اس نے تحریر کو میری نظروں سے بچانے کے لئے دیوار سے ٹیک لگائی اور فاصلہ بڑھا دیا۔ شمیم قدسی وقفے وقفے سے کمرے میں آتا جاتا رہا اور میں ہر بار اس سے مرزا رفیع احمد کے بارے میں دریافت کرتا رہا مگر ہر بار اس کا ایک ہی جواب تھا۔ ابھی بیٹھیں رہیں جب کچھ دیر گزر گئی تو میں نے ایک بار شمیم قدسی کو مخاطب کیا اور اسے کہا کہ مجھے میاں صاحب سے ملنا ہے۔ جس پر اس نے کہا کہ ان سے ملاقات نہیں ہو سکتی اور وہ یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے میرا تعارف حاصل کرنا چاہا۔ میں نے اپنا نام وغیرہ بتا دیا جس پر ان میں سے ایک شخص نے بیڈ پر لیٹے ہوئے لڑکے سے کہا۔

صمد! انہیں لے جائیں۔

اور اس نے فوراً اٹھتے ہوئے مجھے کہا کہ فوری طور پر یہاں سے نکل جائیں اور پھر ایک جست کے ساتھ میرے قریب پہنچ گیا اور پھر بڑی درشتی سے کہا۔

"آپ میرے والد کا انٹرویو لینا چاہتے ہیں؟

"نہیں صرف ملاقات کا خواہش مند ہوں!" میں نے جواب دیا۔

آپ یہاں فتنہ اور انتشار برپا کرنے کے لئے آئے ہیں۔ فوری طور پر چلے جائیں۔

ابھی میں اس کمرے سے نکلا ہی تھا۔ کہ انتہائی ڈرامائی طور پر سامنے والے کمرے سے مرزا رفیع احمد کا دوسرا صاحبزادہ نمودار ہوا۔ وہ بڑے مجمعے میں تھا اور چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔

یہ لوگ ہمیں تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے اندر فتنہ ڈالنا چاہتے ہیں۔"

اب میں مرزا رفیع کے دونوں لڑکوں میں گھرا ہوا گیٹ کی طرف جا رہا تھا۔ گیٹ پر پہنچنے کے بعد میں حیران رہ گیا کیونکہ اندر آتے ہوئے جن دو نوجوانوں کو میں نے کوٹھی سے کچھ فاصلے پر درخت کے نیچے دیکھا تھا گیٹ کے عین سامنے کھڑے تھے۔ مزید برآں اب یہ دو نہیں تھے۔ بلکہ ان میں ایک اور پہلوانوں جیسی شخصیت کا اضافہ ہو چکا تھا۔ مجھے گیٹ سے نکالنے کے بعد مرزا طیب احمد نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اسے لے جایئے۔

وہ لوگ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور مجھے اس طرح اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا جیسے کوئی انتہائی خطرناک قسم کا مجرم پاکستانی پولیس کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ یہ لوگ انتہائی نازیبا اور دھمکی آمیز زبان استعمال کر رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ گذشتہ روز نوائے وقت میں شائع ہونے والی خبر میں نے فراہم کی ہے اور آج مجھے اس جرم کی سنگین سزا بھگتنی ہو گی۔ جس پر میں نے یہ وضاحت کرنے کی کوشش کی۔ آپ کے بارے میں اخبارات میں جو خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ ان کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی بلکہ یہ خبریں اخبارات کے مقامی نامہ نگار

گھبراتے ہیں۔ مگر وہ ٹس سے مس ہونے کیلئے تیار نہیں تھے بلکہ اپنے گرد ایسے دیکھ رہے تھے۔ جیسے کسی کے انتظار میں ہوں۔ اتنی دیر میں مرزا طاہر اور انکے خاندان کا ایک شخص نمودار ہوا اور ان لوگوں نے اسے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ شخص مرزا رفیع سے ملنا چاہتا ہے"

اسے مرزا غلام احمد صاحب کے پاس پہنچا دو۔" اس شخص نے یہ جواب دیا۔

پہلوان نما آدمی غالباً گیٹ کے پاس ہی بیٹھ گیا اور دوسرے دو نوجوانوں نے قریباً گھسیٹتے ہوئے مجھے قصر خلافت کی طرف لے جانا شروع کر دیا۔ گھسیٹنے کے لفظ سے قارئین یہ خیال نہ کریں کہ شاید میں ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں تھا۔ بلکہ بات یہ تھی کہ دونوں نوجوان بڑے جذباتی انداز میں چلتے ہوئے میرے بازوؤں کو اپنی اپنی طرف کھینچ رہے تھے جس کی وجہ سے میرے لئے توازن برقرار رکھنا مشکل ہو گیا تھا۔ بالآخر وہ مجھے قصر خلافت میں لے گئے۔ یہاں یہ بتانا خالی از دلچسپی نہ ہو گا کہ قصر خلافت محض عمارت کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک کمپلیکس ہے جس میں متعدد عمارتیں اور دفاتر موجود ہیں۔ میرے گرفتار کنندگان مجھے ایک عمارت کے انٹرنس پر لے گئے اور بدستور مجرموں کی طرح اپنی گرفت میں لئے ہوئے وہاں کھڑے ہو گئے۔ پیچھے سے دو نوجوان آگے بڑھے ان سے یہ کہا گیا کہ وہ اندر جا کر بتائیں کہ ایک اخبار نویس مرزا رفیع کا انٹرویو لینے

اس کے بعد انہوں نے مجھے ایک گاڑی میں بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر وہ گولبازار کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک درخت کے سایے میں انہوں نے گاڑی کھڑی کر دی اور ان میں سے ایک نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا!

اگر آپ کو مرزا رفیع احمد کے لڑکوں سے دوبارہ ملاقات کی خواہش ہو تو ہم آپ کو واپس ان کی کوٹھی پر لے جانے کے لئے تیار ہیں مگر اس شرط پر کہ نتائج کی ذمہ داری خود آپ پر ہو گی۔"

جس پر میں نے جواب دیا میں گناہ بے لذت کا عادی نہیں ہوں۔ میں تو صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ مرزا رفیع احمد اس وقت کہاں ہیں، کس حال میں ہیں، اور انکا تازہ ترین مؤقف کیا ہے اگر مجھے اس کے حصول کے لئے مرزا رفیع احمد کے پاس پہنچا دیں تو پھر میں ہر قسم کے نتائج کی ذمہ داری قبول کرنے کیلئے بھی تیار ہوں۔"

میرے نگرانوں نے جواب دیا۔ ہم آپ کو مرزا رفیع کے صاحبزادوں سے ملا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ خدمت ممکن نہیں ہے۔ اور ہاں یہ بات یاد رکھیں کہ ہم نے جو کچھ بھی کیا ہے۔ آپ کی حفاظت کے نقطہ نظر سے کیا ہے۔"

جس پر میں نے انہیں کہا۔ آپ نے جس حفاظت کے ساتھ مجھے مرزا رفیع کے گیٹ کے باہر دبوچا۔ جس حفاظت کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے آپ لوگ مجھے قصر خلافت میں لے گئے اور راستے میں دھمکی آمیز زبان میں آپ نے مجھے

پراسرار قصر میں تمام تر کوشش کے باوجود مرزا رفیع احمد سے ملاقات نہ ہوسکی۔

کے لئے آیا تھا۔ ہم اسے پکڑ کر لائے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک نوجوان میرا مکمل تعارف دریافت کرنے کے لئے انٹرنس پر آیا جس پر میں نے اسے بتایا کہ میرا نام راشد چودھری ہے۔ میں نوائے وقت کے ایگزیکٹو ایڈیٹر کی اجازت سے صحیح صحیح حالات معلوم کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مجھے حراست میں لینے والے دونوں نوجوان اس شخص کے ساتھ اندر چلے گئے اور میری نگرانی کا کام دو اور نوجوانوں نے سنبھال لیا۔

کچھ دیر کے بعد یہ لوگ باہر آئے اور آتے ہی مجھے کہا کہ:-

آپ نے صحیح حالات کا جائزہ لے لیا ہے تا۔ اب ہمارے ساتھ آئیں۔ ہم آپ کو عمارت سے باہر چھوڑ آتے ہیں

جس حفاظت کی بار بار پیش کش کی میں اسے جلد فراموش نہیں کر سکتا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے علاقے میں ایک اخبار نویس کی حیثیت سے آیا تھا دشمن کی حیثیت سے نہیں اور اس سلسلے میں مروجہ آداب کو ملحوظ رکھنا آپ کا اخلاقی فرض تھا۔ میرا خیال ہے کہ اب بہتر ہو گا کہ آپ مجھ کو اجازت دے دیں کہ میں یہیں اتر جاؤں۔"

"نہیں، ہم آپ کو کم از کم گولبازار تک چھوڑ کر آئیں گے۔"

گول بازار پہنچنے کے بعد انہوں نے مجھے کہا کہ ان کی خواہش ہے کہ میں کھانا کھا کر جاؤں جس پر میں نے پیشکش کو سختی سے مسترد کر دیا۔ انکے اصرار پر میں نے کہا صرف پانی پلا دو

باقی صفحہ ۱۵ پر

تعلق مع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا تقاضہ

قسط نمبر ۵

علی اصغر چشتی صابری ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

بعض حضرات تصدیق و انقیاد کے دائرے کو ذات وصفات کے مسائل و رسالت کی حد تک محدود سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ تصدیق و انقیاد کا دائرہ ذات وصفات کے مسائل یا رسالت کی حد تک محدود نہیں۔ بلکہ رسولؐ کے ہر ہر قول ہر ہر فعل حتیٰ کہ ہر ہر اشارہ کو شامل ہے خداوند قدوس کا ارشاد ہے۔ "یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً"

یعنی اے ایمان والو ہر لحاظ سے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ آیت مسلمانوں کو شریعت کے ہر ہر جزُ پر التزام اطاعت کی دعوت دیتی ہے۔ خواہ اس کا تعلق فرائض سے ہو۔ مستحبات سے واجب علی الکفایہ سے ہو یا علی الاعیان سے۔ اگر اس کا تعلق فرائض علی الاعیان سے ہو۔ تو اعتقادِ فرضیت کے ساتھ ہر ایک شخص کو اس کا ادا کرنا فرض ہوگا۔ اگر واجب علی الکفایہ سے ہو۔ تو اس کے وجوب کا اعتقاد لازمی ہوگا۔ مختصر یہ کہ جس چیز کا دین محمدیؐ میں داخل ہونا معلوم ہو چکا ہے۔ وہ سب ایمانیات میں داخل ہیں۔ ایمانیات میں ان کا داخل ہونا ناگزیر بھی ہے۔ کیونکہ ایمان رسول خداؐ کی مطلقاً فرماں برداری کا نام ہے۔ اگر رسول کا فرمان اس لئے واجب العمل ہے۔ کہ وہ خداوند قدوس کا بھیجا ہوا ہے۔ وہ جو کہتا ہے۔ حق ہی کہتا ہے۔ تو پھر اطاعت و انقیاد کا دائرہ اس کے تمام اوامر و نواہی پر محیط ہونا چاہیئے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ زمانۂ رسالت میں وسائط کی کمی کی بنا پر ہر بات ڈائریکٹلی سنی جاتی اور تحقیق بھی بلا واسطہ ممکن تھی اس لئے بغیر کسی استفسار کے التزام طاعت لازم تھا۔ سند کے طویل سلسلہ اور بحث و مباحث کی بنا پر جب احادیث میں ضعیف و قوی کی تقسیم پیدا ہو گئی۔ تو ساتھ ساتھ یہ بحث بھی قائم ہو گئی۔ کہ کون کون سی چیزیں ایمانیات میں داخل ہیں۔ اس جواب کا مختصر جواب ہم یہی دے سکتے ہیں۔ کہ فرمان رسولؐ کا ماننا فرض ہے۔ مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ثبوت کیا ہے کہ یہ بات درحقیقت رسول خداؐ کی فرمودہ بھی ہے؟ اس مشکل کو دور کرنے کیلئے علماء نے یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ جس چیز کا دین محمدیؐ میں ہونا اتنا روشن ہو جائے۔ کہ پھر دلیل کا محتاج نہ رہے۔ ان سب کا ماننا ایمان کے لئے ضروری ہے۔ اور اصطلاح میں اس کو "ضروریات دین" کا نام دیا جاتا ہے۔ مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم النبیین والمرسلین ہونا۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہونا، عذاب قبر، یوم آخرت قرآن مجید وغیرہ۔ مندرجہ بالا تمام کی تمام چیزیں ایسی ہیں۔ کہ کفار بھی دین میں داخل ہونا جانتے پہنچانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان چیزوں میں سے کسی ایک کا انکار بعینہ اس طرح کفر ہوگا۔ جس طرح توحید یا رسالت کے انکار سے کفر واقع ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تمام علماء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین والمرسلین نہیں مانتے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ اللعنۃ) کو نبی کا درجہ دیتے ہیں۔

رسول انسان ہوتا ہے

رسول ایک انسان ہوتا ہے۔ دیگر انسانوں پر اس کی فوقیت سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے۔ اسکی طرف سے منصب

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اصلاح پر فائز ہے۔ اس لئے اس کا کمال یہ ہے کہ وہ ایک انسان ہو۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتے سے بھی یہ کام لے سکتے تھے۔ انسان کو کیوں اس کیلئے منتخب کیا گیا؟۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اصلاح کے لئے صرف علم کافی نہیں۔ احساس بھی از حد ضروری ہے۔ جس شخص میں غم کھانے کی صلاحیت ہی نہ ہو۔ وہ کسی غمگین کو تسلی کیسے دے سکتا ہے! جو بھوک سے آزاد ہو۔ وہ ایک بھوکے کے ساتھ صحیح ہمدردی کیا جانے! اسی طرح جو فطرتِ انسانی کی کمزوریوں سے ناواقف ہو۔ وہ ان کمزوریوں کو دیکھ کر چشم پوشی بھی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے رب العالمین نے اپنے کلام پاک میں رسولوں کا انسان ہونا ایک مستقل انعام قرار دیا ہے۔

رسول کا صحیح مقام سمجھنے کے لئے خود لفظ رسول سے زیادہ آسان اور موزوں لفظ اور کوئی نہیں۔ اس لفظ سے محبت و عظمت کے وہ تمام تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔ جو ایک کامل ترین انسان کے لئے فطرتِ انسانیت میں موجود ہوتے ہیں۔ اور خالق و مخلوق کی وہ ساری حدود بھی محفوظ رہتی ہیں۔ جو کفر و ایمان کے درمیان خطِ فاصل ہو سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جتنے انبیاء و رسل اس دنیا میں تشریف لائے۔ سب نے اپنا تعارف لفظ رسول کے ذریعے پیش کیا۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ رسول کا لفظ ہر دور میں مشہور و معروف رہا۔ اس کے متعلقات و لوازم ہر ایک ذہن میں موجود تھے۔ اس کے فرائض و خدمات ہر ایک کو معلوم تھے۔ اس کی حیثیت، شخصیت اور احترام سے ہر ایک واقف تھا۔ لہٰذا جو رسول آیا۔ اس نے یہی کہا۔ کہ میں رب العالمین کا بھیجا ہوا ہوں۔ جس طرح مجازی بادشاہوں کے رسول ہوا کرتے ہیں۔ اس طرح میں حقیقی بادشاہ کا رسول ہوں۔ اس کہنے سے سامعین کے دلوں میں وہ ساری عظمتیں دوڑنے لگتیں۔ محبت و توقیر، اطاعت و فرمانبرداری کے وہ تمام جذبات امنڈنے لگتے ہیں۔ جو ایسے رسول کے لئے امنڈنے چاہئیں۔

رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے

یہ ایک نازک اور پیچیدہ مسئلہ تھا۔ کہ ایک طرف اسلام کی نازک توحید خدا ہی کی اطاعت اور محبت کا تقاضا کرتی ہے۔ اور دوسری طرف وہ اپنے سردار رسول کی محبت و اطاعت کا بھی حکم دیتی ہے۔ قرآن مجید نے اسے یوں حل فرمایا ہے۔ کہ نسبتِ رسالت کے بعد رسول کی ہستی صرف ایک واسطہ ہوتی ہے۔ پھر اس کی اطاعت و محبت خدا ہی کی اطاعت و محبت ہو جاتی ہے۔ ”من یطع الرسول فقد اطاع اللہ“

مختصر یہ کہ اصل حکم برداری تو خدا کی چاہیئے۔ بظاہر رسول کی اطاعت گو اس کے خلاف نظر آئے۔ مگر حقیقت میں وہ خدا ہی کی اطاعت ہوتی ہے۔ بلکہ میرے نزدیک رسول کی اطاعت و محبت کے بغیر خدا کی اطاعت و محبت کا کوئی اور راستہ ہی نہیں۔ اور اس طرح یہ اطاعت و محبت کتنی ہی پھیلتی جائے۔ مگر اس کا اصل مرکز خدا ہی کی ذات پاک رہتی ہے۔

مسلماں اگر پوچھو محبت مصطفیٰ کی ہے!
خدا کی عین اطاعت ہی اطاعت مصطفیٰ کی ہے۔

شاہ خالد کی وفات ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے

سعودی فرمانروا اور خادم حرمین شریفین شاہ خالد بن عبدالعزیز کی اچانک وفات پر سوادِ اعظم اہل سنت کا تعزیتی اجلاس شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خاں صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں کراچی کے جید علماء خطباء سوادِ اعظم کے کنوینروں اور علاقائی صدور نے شرکت فرمائی اور متفقہ طور پر مولانا محمد اسعد تھانوی کی پیش کردہ قرارداد کو منظور فرمایا کہ شاہ خالد کی اچانک وفات نہ صرف سعودی عرب بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک سانحہ ہے انہوں نے مرحوم شاہ فیصل شہید کی شہادت کے بعد جس تدبیر اور حسن معاملہ کے ساتھ اپنے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن فرمایا عالم اسلام کے اتحاد کیلئے جو کوششیں کیں اور دنیا میں اسلامی تحریکات کے لئے جس فیاضی سے مالی مدد کی وہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔ شاہ خالد کی پاکستان کے ساتھ والہانہ محبت اور احسانات کو پاکستانی قوم کبھی فراموش نہیں کر سکتی اللہ تعالیٰ انکو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اجلاس نے سعودی عرب کے نئے فرمانروا شاہ فہد بن عبدالعزیز کو مبارکباد پیش کی اور امید ظاہر کی موجودہ شاہ بھی شاہ خالد اور شاہ فیصل شہید کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ملت اسلامیہ کی توقعات پر پورے اتریں گے اور پاکستان کے ساتھ سعودی عرب کے خصوصی برادرانہ مراسم نہ صرف جاری رہیں گے بلکہ ان کی زیر قیادت اس میں اضافہ ہو گا اور عالم اسلام کے اتحاد اور اسلامی تحریکات میں مالی معاونت کا سلسلہ بدستور جاری رہے گا۔ اجلاس سے مولانا محمد زکریا اور مولانا امجد تھانوی نے بھی خطاب فرمایا اور مولانا سلیم اللہ خاں صاحب نے دعا فرمائی۔

ہفت روزہ ختم نبوت کا اجرا ملت پر احسان ہے

مولانا دین پوری

مکرم برادرم محمد عبدالرحمن صاحب یعقوب باوا
مدیر اعلیٰ "ختم نبوت" ہفت روزہ کراچی

سلام مسنون

ہفت روزہ آرگن "ختم نبوت" کراچی سے جاری کر کے آپ نے ملت پر احسان فرمایا صرف اسی مسئلہ پر مستقل رسالہ کی ضرورت تھی۔ جو آپ نے پوری کر دی تبلیغ تحریری بھی ہوتی ہے لٹریچر کی سخت ضرورت ہے انشاء اللہ عنقریب پورے ملک میں یہ آواز پہنچ جائے گی مضامین چیدہ، دلائل مضبوط تحریر شستہ کام مستقل، ارادہ پختہ اشاعت لازمی انشاء اللہ نتیجہ ہمارے حق میں ہو گا مبارک باد، صد مبارک

والسلام

فقیر محمد عبدالشکور دین پوری امیر مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان
فی الحال نزیل کوئٹہ

انشاء اللہ میری جماعت ہر مرحلہ پر آپ کے ساتھ تعاون کرے گی ہمارا تعاون آپ کے ساتھ ہے۔ خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

محترم المقام گرامی قدر کرم جناب مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔
سلام اللہ ورحمتہ و برکاتہ علیکم۔ مزاج گرامی! مجھے یہ معلوم کر کے از حد مسرت اور غیر معمولی خوشی ہوئی ہے کہ آپ حضرات کی مسلسل جدوجہد اور عظیم الشان کوشش سے ہفت روزہ ختم نبوت کی اشاعت کے لیے حکومت کی طرف سے باقاعدہ ڈیکلیریشن مل گیا ہے اور اب یہ جریدہ ماہ مئی ۱۹۸۲ء کے اواخر میں شہود پر جلوہ گر ہو رہا ہے الحمد للہ علی ذالک۔

محترم! واقعی موجودہ دور پبلسٹی اور نشر و اشاعت کا دور ہے مگر وائے افسوس کہ بوجوہ ملکی پریس کے عدم تعاون سے یہ عظیم الشان کام یعنی مرکزی عقیدہ ختم نبوت کی صحیح تشریح اور حقیقی مفہوم کی اشاعت کے لیے بڑی بے چینی اور اضطراب سے ایک ایسے جریدہ اور ترجمان کی سختی سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو قرآن و حدیث اور آئمہ دین کے نظریات کے مطابق اس ذمہ داری کو احسن طریقہ پر عوام تک پہنچانے کا فریضہ ادا کر کے عوام کی راہنمائی کا کام دے۔ جیسا کہ الحمد للہ اب ملک کے طول و عرض کے ساتھ ساتھ غیر ممالک میں بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے منکرین ختم نبوت کے پھیلائے ہوئے غلط نظریات کے ابطال کے لیے اپنا ایک وسیع کام پھیلا رکھا ہے اسی طرح کراچی جیسے بڑے شہر سے جریدہ ترجمان ختم نبوت کا حرف آغاز ملک و ملت کے لیے روشنی کا ایک ضیا پاش مینار ثابت ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ کافی مشکلات کے باوجود اس دور پرفتن میں جبکہ ہماری بدقسمتی سے آج اسلامی شعار بھی زیر بحث ہیں۔ کوئی نماز روزے کا انکاری ہے۔ کوئی حج و زکوٰۃ کا منکر ہے اور کوئی قربانی و پردے کے خلاف زور قلم صرف کر رہا ہے اور ایک گروہ اسلام کے مسلمہ مسئلہ عقیدہ ختم نبوت کی تاویلات بلکہ تحریفات ظلی و بروزی، مستقل یا غیر مستقل امتی یا غیر امتی، تابع و طفیلی اور حقیقی و غیر حقیقی جیسی باطل اصطلاحات کا سہارا لے کر حضرت امام الانبیاء و خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف لٹریچر چھاپ کر ارتداد پھیلا رہا ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس گروہ نے امت محمدیہ میں جن غلط تاویلات کا سہارا لے کر ارتداد پھیلایا تھا اللہ تعالیٰ نے اب اس جریدہ کے ذریعہ اس کا مداوا کر دیا ہے۔ بقول حضرت مولانا ظفر علی خان رحمتہ اللہ علیہ۔

الکلمۃ کو پڑھ کے زبان عربی میں
ظلی و بروزی کی نبوت کو مٹا دو!

ارشاد احمد دیوبندی عفا اللہ عنہ
اسلامی دواخانہ ظاہر پیر ضلع رحیم یار خاں۔

علی اصغر چشتی صابری
ایم۔اے۔ ایل ایل۔بی

ختم نبوت

عجب نظارہ سا ہے گلستان ختم نبوت کا
سرور و کیف ابھی ہے دلستان ختم نبوت کا

بس ایک آواز ہے اور گونج ہے بھرپور نغمے سے
سحر سے ہر مرغ ہے نغمہ خواں ختم نبوت کا

نہ جانے کس قدر اس دل نے مدہوشی کے عالم میں
پیا ہو گا شرابِ ارغواں ختم نبوت کا

صبا کے مست جھونکوں نے دیا پیغام جب گل کو
تو فوراً جھوم اٹھا غزل خواں ختم نبوت کا

ندائیں آ رہی ہیں مختلف انداز سے اب تک
بڑھا دے یا الٰہی کاروان ختم نبوت کا

سہارا آپ ہی کا ہے ہمیں توفیق دے مولا
کہ ہم خدمت کریں شایان شان ختم نبوت کا

نہ چھیڑو خود ہی پچھتاؤ گے پھر اے چھیڑنے والے
تو ایک قطرہ، ادھر سیل رواں ختم نبوت کا

دعا میری یہی ہے اور رہے گی تا ابد یا رب
کہ ہو "ختم نبوت" پاسباں ختم نبوت کا

ادا کیسے کرو گے شکر یہ ساقی کا اے چشتی
کجا تو اور کجا وہ مہرباں ختم نبوت کا

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی — رجسٹرڈ ایس نمبر ۳۲۱

دو روزہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

بمقام مسلم کالونی ربوہ

۶/۷ ستمبر ۱۹۸۲ء، پیر منگل

(۶) ستمبر کو پاکستان کے بہادر جوانوں نے دشمن کی یلغار کو روکا۔

(۷) ستمبر کو پاکستان کے مسلمانوں نے عظیم قربانیاں دے کر قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا

ان تاریخی واقعات کو

زندہ رکھنا ہر پاکستانی مسلمان کا فریضہ ہے

اس دن کی یاد کو باقی رکھنے کے لیے ۶-۷ ستمبر کو ربوہ چلتے ہیں۔ جہاں کراچی سے لے کر پشاور تک بسنے والے مسلمان "ختم نبوت کانفرنس" کو کامیاب بنانے کے لیے پہنچیں گے

مختلف مکاتیب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام، جج، وکلاء، دانشور، غیر ملکی مہمان تشریف لائیں گے۔

موضوع

★ اتحاد بین المسلمین ★ عقیدہ ختم نبوت ★ جہاد ★ مسئلہ حیات مسیحؑ

★ سیرت طیبہؐ ★ استحکام پاکستان

الداعیان

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم — امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مولانا محمد شریف جالندھری — ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مولانا اشرف ہمدانی — صدر استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس ربوہ